سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ الآیۃ



تقریر صدارت

متعلق

فلسطین مسجد اقصیٰ اور دیوار گریہ

از

حضرت مولانا حکیم ابو البرکات عبد الرؤف صاحب قادری داناپوری مدظلہ العالی

جو

کلکتہ خلافت کمیٹی کے زیر انتظام مسلمانان کلکتہ کے
عام جلسہ میں بتاریخ ۲۹ ستمبر بمقام خلافت میدان پڑھی گئی

قیمت فی جلد صرف دو آنہ ۲ر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین ط

حضرات! آپ لوگون کو معلوم ہوگا کہ شام شریف کے باشندے عرصہ سے اپنے ملک مین جمہوری سلطنت قائم کرنے کے لئے کوشان ہین۔ جنگ عظیم کے بعد جب ترکون کے ہاتھ سے یہ علاقہ نکل گیا تو فوراً فرانس اور برٹش گورنمنٹ نے اسکو آپس مین تقسیم کرلیا مگر ملک کے باشندے اس پر راضی نہ ہوئے اور بلا تفریق مسلمان اور یہود سب نے اس سے ناراضمندی کا اظہار کردیا۔ فرانس سے وہ علانیہ لڑے اور اپنی قوت کے مطابق برابر مقابلہ کرتے رہے اسمین اُن کو جیسی جیسی تکلیفین پہونچین اور جیسا نقصان ان کو پہونچا وہ اخبارات سے معلوم ہوچکا ہے۔

جو علاقہ برٹش گورنمنٹ کے حصہ مین آیا تھا اس مین یروشلم اور بیت المقدس بھی ہے۔ مسٹر بالفور جو برٹش وزارت کے ایک معزز رکن تھے انہون نے اعلان کیا کہ یروشلم اور اس کے اطراف کو یہودیون کا وطن

تسلیم کر لیا جائے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ وہاں یہودیوں کی حکومت قرار دی جائے اور دوسرے باشندوں کو ان کے حق کے موافق حکومت میں اختیار نہو۔

اس کو واضح طریقہ پر یوں سمجھنا چاہئے کہ ابھی وہاں یہودیوں کی تعداد مسلمانوں سے بہت کم ہے۔ لیکن جب اس کو یہودیوں کا وطن قرار دیا جائے گا تو یہودی کہیں کا باشندہ بھی ہو یروشلم کا باشندہ شمار کیا جائے گا۔ اس طرح وہاں کی مردم شماری میں تمام دنیا کے یہودیوں کو داخل کر لیا جائیگا۔ ایسی حالت میں لامحالہ وہاں کی حکومت میں یہودیوں کی غیر معمولی میجارٹی ہو جائے گی اور اس طرح مسلمان بالکل بے اختیار ہو جائیں گے۔ حالانکہ حقیقی مردم شمار کے اعتبار سے یہ علاقہ تقریباً خالص اسلامی ملک ہے یہودیوں کی تعداد کوئی مؤثر حیثیت نہیں رکھتی۔

صہیونی تحریک کو بالتفصیل ابھی تک واضح نہیں کیا گیا ہے اس لئے فرض کر لیا جائے کہ اس تحریک کا یہ نشا نہیں ہے بلکہ غرض یہ ہے کہ یروشلم کو ایک یہودی کولونی بنا دیا جائے۔ اگر یہ نشا ہو تو پہلی صورت سے بھی یہ زیادہ خطرناک ہو جاتا ہے۔ صیہون خاص اس پہاڑ کا نام ہے جس پر مسجد اقصیٰ اور بیت المقدس ہے۔ اگر یہاں مسلمانوں کی آبادی کم کر کے یہودیوں کو بھر دیا گیا تو پھر تو اس متبرک مقام کی

نوٹ: بعض علماء اس لفظ کو صیہونی اور بعض صہیونی لکھتے ہیں مگر صحیح لفظ صِہیُونی ہی صِہیون بصاد مکسورہ بعدہٗ ہائے ہوز ساکن بعدہٗ یائے مثناۃ تحتانیہ مضموں ۱۲ منہ

حفاظت مسلمان نہین کر سکین گے۔ یہ مقام یہودیون کے نزدیک بھی متبرک ہے۔ جب اُن کی آبادی زیادہ ہو جائے گی اور مسلمان نکال دیئے جائین گے تو یقیناً وہ اُن مقامات کو اپنے قبضہ مین لانے کی کوشش کرین گے اور مسلمانون سے اُس کی حفاظت ناممکن ہو جائے گی اور یہ چیز سخت خونریزی کا باعث ہو گی۔

اِس تحریک کا نتیجہ جو بھی ہو مگر فی الحال برٹش گورنمنٹ کو اِس سے جو فائدہ پہونچا وہ یہ ہے کہ یہودیون نے برٹش گورنمنٹ کے انتداب کو قبول کر لیا ہے۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ تمام دنیا کے یہودی وہان جا کر آباد تو ہو نہین سکتے مگر ان کے نام سے جو حکومت کی جائے گی وہ فی الواقع برٹش حکومت ہو گی۔ تیسرے اس ذریعہ سے مسلمانون کو یروشلم سے نکالنے کا موقع ملیگا جو عیسائیون کا پرانا مقصد ہے۔ اس تحریک کی برٹش اخبارات اور برٹش قوم نے تائید کی اور یہ تحریک دوسرے عیسائی ممالک مین بھی پسند کی گئی کیونکہ یروشلم پر مسلمانون کے اقتدار کو کوئی عیسائی دل سے پسند نہین کرتا اور نہ پسند کر سکتا ہے۔

جہانتک معلوم ہے خود یہودیون کی طرف سے ابتداءً ایسا کوئی مطالبہ نہ تھا۔ اِس تحریک کے قبل وہان کے مسلمان اور یہودی دونون آزادی حاصل کرنے کی کوشش مین متحد تھے۔ اس تحریک کے بعد یہودی برٹش انتداب کے حامی ہو گئے۔ اس لئے اب اِن دونون

قومون مین سیاسی اختلاف پیدا ہوگیا ہے یا پیدا کرایا گیا ہے۔

اس کے بعد یہودیون کو تحریص دلائی گئی کہ وہ دوسرے ملکون سے وہان جائین چنانچہ اطراف عالم سے بہت سے یہودی وہان آنا شروع ہوگئے ہیں۔

ابتک یہ تحریک محض خیالی تھی بالکل غیر فطری اور محض ناجائز تھی۔ اور عملاً اس کی وجہ سے کوئی تصادم بھی پیدا نہوا تھا اس لئے چندان توجہ کے قابل بھی نہ تھی۔ لیکن جب یہودیون کو یہ یقین ہوگیا کہ برٹش طاقت ہماری پشت پر ہے اور برٹش توپ اور گولے کو ہم مسلمانون کے خلاف استعمال کرا سکتے ہیں۔ تو انہون نے ہیکل سلیمانی پر دست درازی کی ابتدا کردی دیوار بکا۔ قدیم ہیکل سلیمانی کا بقایا ہے اس پر وہ بلا وجہ قبضۂ مالکانہ کا دعویٰ کرنے لگے۔

تیرہ ۱۳۰۰ سو برس سے ان سب چیزون پر برابر مسلمان قابض ہین۔ اس عرصہ میں صلیبی جنگ کے پہلے حملے کے بعد صرف نوے برس یہ جگہ عیسائیون کے قبضہ میں چلی گئی تھی۔ ورنہ اس کے بعد اور اس سے پہلے ہمیشہ اس پر مسلمانون کا قبضہ ہے یہودی نہ کبھی اس عرصہ میں اس پر قابض ہوئے۔ نہ کبھی انہوں نے اس کا مطالبہ کیا۔ لیکن اس وقت یکایک وہ اس پر ملکیت کا بلا وجہ دعویٰ کر رہے ہیں۔ مسٹر بالفور کی تحریک کے سوا

اس وقت اور کون سی چیز ہے جس کی بنا پر وہ ملکیت کا دعویٰ کرنے کو مستعد ہو گئے۔ اور لڑنے کو تیار ہیں۔

مسٹر بالفور کی تحریک۔ یہودیدن کا یہ غیر معمولی دعویٰ اور اس کے نتائج و عواقب کو سمجھنے کے لیے اس ہیکل کی مختصر تاریخ پیش نظر رکھی جائے تو اس کا مطلب اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے۔ لہٰذا میں پہلے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ مقام مسلمانوں کے نزدیک اور یہودی و عیسائی قوموں کے نزدیک کیا حیثیت رکھتا ہے۔ پھر یہ بتاؤں گا کہ اس دیوار کا محل وقوع کیا ہے۔ اس کے بعد بہت اختصار کے ساتھ یہ بتاؤں گا کہ اس کے لیے مسلمانوں اور عیسائیوں میں کیسی خونریز لڑائیاں ہو چکی ہیں۔ اس سے خوب ظاہر ہو جائے گا کہ فی الواقع اس تحریک کا منشا کیا ہے۔

فضائل شام و مسجد اقصیٰ

عن زید بن ثابت قال قال رسول اللہ صلعم طوبیٰ للشام قلنا لای ذلک یا رسول اللہ قال لان ملائکۃ الرحمن باسطۃ اجنحتہا علیہا رواہ احمد والترمذی

حضرت زید بن ثابت کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ بشارت ہو جیو شام والوں کو۔ میں نے کہا یہ کیوں یا رسول اللہ حضور نے فرمایا اس لیے کہ خدا کے فرشتے اس پر اپنے پروں کو پھیلائے ہوئے ہیں (احمد و ترمذی)

عن عبد الله بن عمرو بن العاص قال سمعت رسول الله صلعم یقول انها تکون هجرة بعد هجرة فخیار الناس الی مهاجر ابراهیم وفی روایة فخیار اهل الارض الزمهم مهاجر ابراهیم -

رواه ابوداؤد

عبداللہ بن عمرو بن العاص نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے سُنا حضور فرماتے تھے کہ عنقریب ہجرت کے بعد ہجرت ہوگی تو سب سے بہتر شخص وہ ہے جو حضرت ابراہیم کی ہجرت کی جگہ ہجرت کرے اور ایک روایت میں ہے کہ تمام دنیا سے بہتر وہ شخص ہے جو حضرت ابراہیم کی ہجرت کی جگہ کو لازم پکڑے - (ابوداؤد)

عن شریح بن عبید قال ذکر اهل الشام عند علیؓ وقیل العنهم یا امیر المومنین قال لا انی سمعت رسول الله یقول الا بدال یکونون بالشام وهم اربعون رجلا کلما مات رجل منهم ابدل الله مکانه رجلاً

(رواه احمد)

شریح بن عبید روایت کرتے ہین کہ حضرت علیؓ کے سامنے شام والون کا ذکر کیا گیا اور کہا گیا کہ امیر المومنین انپر لعنت کیجئے - حضرت علیؓ نے فرمایا کہ نہین میں نے حضور سے سنا ہے فرماتے تھے کہ ابدال شام میں ہوتے ہیں وہ چالیس ہین جب اُن مین کوئی مرجاتا ہے تو خدائے پاک اس کی جگہ کسی دوسرے شخص کو مقرر کردیتا ہے

(احمد)

عن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلعم رائت عمودًا من نور خرج من تحت راسی ساطعًا حتی استقر بالشام
(رواہ البیہقی فی دلائل النبوۃ)

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ ایک نور کا ستون میرے سر کے نیچے سے نکلا پھیلتا ہوا حتیٰ کہ وہ شام میں ٹھہر گیا۔ (بیہقی)

عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلعم لا تشد الرحال الا الی ثلثہ مساجد مسجد الحرام والمسجد الاقصی ومسجدی ھذا
(متفق علیہ)

حضرت ابی سعید خدری سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ بوجھ نہ باندھا جائے یعنے سفر نہ کیا جائے مگر تین مسجد کی طرف مسجد حرام۔ مسجد اقصیٰ اور مسجد نبوی
(بخاری و مسلم)

عن ابی ذرؓ قال قال قلت یا رسول اللہ ای مسجد وضع فی الارض اول قال المسجد الحرام قال قلت ثم ای قال المسجد الاقصی
(متفق علیہ)

حضرت ابی ذرؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضور سے دریافت کیا کہ زمین میں پہلے کون مسجد بنائی گئی۔ فرمایا کہ مسجد حرام۔ میں نے کہا پھر کون فرمایا مسجد اقصیٰ
(بخاری و مسلم)

عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلعم صلوۃ الرجل فی بیتہ بصلوۃ وفی مسجد

حضرت انسؓ بن مالک نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ گھر کی نماز ایک نماز کے برابر ہے

القبائل بخمس وعشرين صلوة وصلوته
في المسجد الذي يجمع فيه بخمسمائة
صلوة وصلوته في المسجد الاقصى بخمسين الف
صلوة وصلوته في مسجدي بخمسين الف صلوة وصلوته
في المسجد الحرام بمائة الف صلوة

(رواه ابن ماجه)

قبائل کی مسجد مین پچیس نماز کے برابر جامع
مسجد مین ۔ پانچسو نماز کے برابر مسجد اقصی
مین پچاس ہزار نماز کے برابر ۔ میری مسجد
مین پچاس ہزار نماز کے برابر مسجد حرام میں
ایک لاکھ نماز کے برابر ۔

(ابن ماجہ)

مذکورہ احادیث کے علاوہ صحاح وسنن مین کثرت سے احادیث ۔ شام شریف اور مسجد اقصی کی فضیلت میں وارد ہین یہ مقام ہمیشہ سے انبیاء کرام کی جگہ ہے اور مہبط وحی الہی ہے ۔ تمام انبیاء کرام کا یہی قبلہ رہا ہے ۔ خود مسلمانوں کا بھی ابتداءً یہی قبلہ تھا اور مکہ شریف و مدینہ طیبہ کے بعد اس سے بہتر دنیا کا کوئی خطہ مسلمانون کے نزدیک نہیں ہے ۔

حرم بیت المقدس

طول ۱۴۹۹ فٹ
عرض ۹۹۵ فٹ

صیہون کی پہاڑیان
باب السلام
باب الحرم
تخت سلیمان
یعنی خدا کی عدالت
صخرہ
صحن بلند
پہاڑ طلائی
باب الحرم
تخت محمد
مسجد اقصیٰ
تمامہ یعنی مقبرہ مسیح
غلطہ
پھاٹک مسجد اقصیٰ
مقبرہ داؤد
سلوام کا کھنڈر
صیہون کی پہاڑیان
حرم سے باہر
گیہنوم یعنی وادی جہنم

حرم کے مقامات

حرم بیت المقدس کے بیچ میں سنگ مرمر سفید کا ایک بہت بلند اور تقریباً چار سو فٹ مربع بہت بڑا چبوترہ ہے اسی چبوترہ پر قبہ صخرہ اور مسجد عمر ہے اور اسی پر تبرکات قدیمہ کا بکس اور قدم شریف وغیرہ ہین مسجد کے پورب مقبرہ مسیحؑ میں پہنچنے جانے کی سیڑھی اور اس کا قبہ ہے۔ عیسائیون کا عقیدہ ہے کہ حضرت مسیحؑ کا انتقال ہوگیا اور اسی کے اندر اُن کی قبر ہے اس مقبرہ کا دروازہ حرم مین ہے اور ہر خیال اور ہر فرقہ کے عیسائی یہان آتے ہیں اور اسکی زیارت کرتے ہین اور یہی اُن کا حج ہے۔

حرم مسجد کے تین جانب یعنی مشرق۔ مغرب اور شمال مین تین منزلی عالی شان عمارت ہے اور جنوب میں مسجد اقصیٰ اور مقبرہ مسیحؑ کا راستہ ہے اور مسجد کے مغرب جانب جو عمارت ہے اس میں تیسرا حجرہ براق شریف اور قبہ معراج کے نام سے مشہور ہے اسی حجرہ کے پشت پر ایک دیوار ہے جو ہیکل سلیمانی کا بقایا ہے اسی دیوار کے نیچے یہود گریہ وزاری اور عبادت کرتے ہیں اس لیئے اس دیوار کا نام دیوار گریہ یا دیوار براق مشہور ہے۔

دیوار گریہ کے اطراف میں حصار ہے اس کی کنجی اور قبر مسیحؑ کے

دروازہ کی کنجی مسلمانوں کے قبضہ میں رہتی ہے۔ اوقات مقررہ پر دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور دونوں قوموں کو اپنے اپنے رسوم مذہبی کے موافق اس کے اندر عبادت کا اختیار ہوتا ہے۔

حرم بیت المقدس بلکہ تمام یروشلم میں دو عمارتیں بے مثل ہیں ایک تو مسجد اقصیٰ یعنی ہیکل اور ایک قمامہ یعنی مقبرہ مسیحؑ۔ ہیکل سنگ مرمر سفید کا ہے اور قمامہ[غ] سونے کا پتر چڑھا ہوا قبہ ہے اور اندر بھی تمام سونا جڑا ہوا ہے۔

متنازع فیہ دیوار

اس وقت جو نزاع یہود اور مسلمانانِ فلسطین میں ہے وہ دیوار بُرّاق کے متعلق ہے۔ دیوار براق مسجد عمر کے حرم سے باہر حرم کی مغربی دیوار سے ملحق ہے۔ شاہانِ اسلام نے اس عظیم الشان سہ منزلہ عمارت کی بناتے وقت اس دیوار کو چھوڑ دیا اس کی وجہ شاید یہ ہے کہ صحیح مسلم کی ایک روایت ہے جس میں حضور کا یہ ارشاد ہے کہ معراج کی رات جب میں براق پر مکہ سے بیت المقدس گیا تو براق کو دیوار کے ایک حلقہ میں باندھ دیا جس میں تمام انبیاء کرام اپنی سواری کے جانور باندھتے تھے۔ اس کے بعد مسجد اقصیٰ میں جاکر نماز پڑھی۔ اور ترمذی کی روایت ہے کہ حضرت جبریل نے اپنی انگلیوں سے پتھر کو کھودا تو وہ حلقہ ظاہر

غ قمامہ کے معنی کنیسہ حضرت عیسیٰ کی پیدائش کا مقام اور حضرت عیسیٰ کا مقبرہ قمامہ کہلاتا ہے۔ یہی چیز حروب صلیبی کا اصلی سبب بھی تھی ۱۲ منہ

ہو گیا۔ اِن روایتوں کی وجہ سے اہلِ اسلام کا خیال ہے کہ حضور نے براق کو اُسی دیوار سے باندھا تھا اور اسی جگہ سے آپ آسمان پر تشریف لے گئے۔ اس لئے اس مقام کو براق شریف بھی کہتے ہیں اور قبۂ معراج بھی کہتے ہیں۔ اور اس خیال کے قوی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت مسجد اقصیٰ سے باہر غالباً اس پرانی دیوار کے علاوہ اور کوئی دیوار موجود نہ تھی۔

الغرض اِن روایتوں کی وجہ سے یہ دیوار اور یہ مقام مسلمانوں کے نزدیک بہتم بالشان آثار مبارکہ میں سے ہے اور اسی لئے اسکو توڑ کر حرم میں ملایا بھی نہ گیا نہ حرم کا راستہ صاف کیا گیا اور چونکہ یہ دیوار قدیم ہیکل کا بقایا ہے۔ یہود بھی اس کی عزت و تعظیم کرتے ہیں اور اس مقام کو اجابت دعا کے لئے بہت مقبول جانتے ہیں۔

قمامہ اور مقبرۂ مسیح عیسائیوں کے تمام فرقوں کے نزدیک متبرک مقام ہے اور سب اس کی زیارت اور حج کو آتے ہیں سلطان صلاح الدین اور ان کے قائم مقام سلاطین نے دو سو برس تک جبتک جنگ صلیبی جاری تھی اسکے اندر عیسائیوں کو آنے سے روک دیا تھا۔ ورنہ اس سے پہلے اور اس کے بعد مسلمانوں نے انکو اس کی زیارت کی ہمیشہ اجازت دی۔ پہلے کچھ نذرانہ لیا جاتا تھا مگر سلاطین عثمانیہ نے وہ بھی موقوف کر دیا۔

اسی طرح اس دیوار کی زیارت کو یہود جمع ہوتے ہیں اور اُن کو وہاں ہمیشہ عبادت اور گریہ وزاری کی اجازت ہے غالباً اُن کو یہ اجازت عیسائی سلطنتون کے زمانہ مین نہ تھی لیکن مسلمان سلاطین نے اجازت دی اور یہ اجازت ان کو ہمیشہ رہی اور ابتک ہی۔

انبیاء بنی اسرائیل کے جس تعلق کی وجہ سے اس دیوار کا شرف یہودیون کے نزدیک ہے وہ مسلمانون کے نزدیک بھی ہی اس لئے کہ اُن انبیاء کرام کے آثار کو مسلمان بھی ویسا ہی متبرک سمجھتے ہین جیسا کہ یہود۔ پھر معراج کی روایتون کی وجہ سے مزید شرف مسلمانون کے نزدیک ہے اس لئے اس دیوار کی بے حرمتی کا کوئی سوال پیدا ہی نہین ہو سکتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ تیرہ سو برس سے کبھی اس دیوار کی ملکیت اور حق حفاظت حاصل کرنے کی کوشش یہودیون نے نہ کی، لیکن مسٹر بلفور کی صیہونی تحریک کے بعد حالت بدل گئی گزشتہ سال مسلمانون سے یہ کہا گیا کہ اس دیوار کو بقیمت یہود کے ہاتھ فروخت کردو۔ مسلمانون نے نہ قبول کیا اور نہ وہ قبول کرسکتے تھے اس لئے اب بجبر قبضہ کی صورت پیدا کی جارہی ہے۔

یاد رکھنا چاہیئے کہ اس دیوار پر دعوے کے جتنے وجوہ ہو سکتے ہیں وہ تمام وجوہ پوری ہیکل سلیمانی کے دعوے کے بھی ہو سکتے ہین لہذا یہ محض چھیڑ کی ابتدا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ تمام ہیکل سلیمانی

اور مسجد اقصیٰ سے مسلمانوں کو بجبر بے دخل کیا جائے جو صیہونی تحریک کا مقصد اصلی ہے۔

ہیکل سلیمانی کی بربادی اور تعمیر

حضرت سلیمان علیہ السلام نے بحکم خداوندی یروشلم میں خدا کی عبادت کے لئے ہیکل[1] تیار کیا حضرت سلیمانؑ کے بعد پانچ بار یہ ہیکل بابل۔ مصر۔ اور روم کے بادشاہوں کے ہاتھ اس طرح تباہ و برباد کر دیا گیا کہ نام و نشان تک مٹا دیا گیا۔ ہل چلا دیا گیا اور پھر نئے سرے سے اسی مقام پر اس کی تعمیر ہوئی لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صعود کے چالیسویں سال۔ آخر دفعہ قیصر روم کے بیٹے طیطس نے اس شہر کا محاصرہ کیا۔ یہود غلہ نہ ہونے کی وجہ سے مجبور ہوئے۔ رومی فوج شہر میں داخل ہوئی اور ہیکل کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ سارے شہر کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا۔ ہیکل اور شہر پناہ کی بنیادوں پر ہل چلا دئے۔ تقریباً گیارہ لاکھ یہود قتل ہوئے اور ایک لاکھ غلام بنائے گئے۔

اس واقعہ کے بعد پھر یہود سر نہ اٹھا سکے اور نہ ہیکل کی

---

[1] حضرت سلیمان کا تیار کردہ ہیکل آگے پیچھے دو دالان تھے اندرونی ۲۴ ہاتھ مربع اور بیرونی چالیس ہاتھ لانبا۔ توریت میں اس کی تفصیل ہے۔ ۱۲ منہ

تعمیر کی ہمت کر سکے۔ البتہ اس کے بعد قسطنطین کی ظالمانہ کوششوں سے عیسائیت کو بہت فروغ ہوا۔ عیسائی بھی یروشلم کے فضائل کو تسلیم کرتے تھے۔ اسی لئے انہوں نے شہر قدس یعنی یروشلم کو بہت آباد کیا شہر میں بڑے بڑے گرجے تعمیر کئے۔ بڑی شان وشوکت حاصل کی مگر کبھی ہیکل سلیمانی کے آباد کرنے کا ان کو خیال بھی نہ ہوا۔ جس وقت حضرت عمرؓ نے اس شہر کو فتح کیا ہے تو عیسائیوں کے پطرک یعنی پیشوا سے مسجد کے لئے ایک جگہ دریافت کی اور خود اس عیسائی پیشوا نے حضرت عمر کو بتایا کہ یہ حضرت سلیمانؑ کے ہیکل کے کھنڈرات ہیں اور یہاں مسجد بنانا مناسب ہے۔

طیطس کی تباہی سے حضرت عمر کی تعمیر تک کچھ کم پانچسو برس کا زمانہ گذر گیا اس عرصہ میں مسجد اقصیٰ کی ایک چھوٹی سی عمارت کے سوا ہیکل سلیمانی کی کوئی علامت یہاں باقی نہ رہی۔ نہ کسی یہودی یا عیسائی کو اس کی تعمیر کا خیال ہوا۔ نہ عیسائی حضرت عیسیٰ کی ایک پیشین گوئی کی وجہ سے اس کی تعمیر کو آسان سمجھتے تھے۔ عیسائی پیشوا کے مشورہ کے موافق حضرت عمر نے ان کھنڈرات میں ایک مسجد کی تعمیر کا حکم دیا اور صخرہ کے قریب وہ مسجد تیار ہو گئی۔ حضرت عمر نے جو مسجد بنائی تھی وہ اب موجود نہیں ہے اس لئے ٹھیک نہیں بتایا جا سکتا کہ حضرت عمر کی مسجد طول و عرض میں کتنی تھی۔

خلفائے راشدین کے بعد بنی امیہ کی قہار سلطنتیں شام میں قائم ہوئیں، انہوں نے اس مسجد کی ازسر نو عظیم الشان پیمانہ پر تعمیر کی اس کے بعد بنی عباس اور سلاطین عثمانیہ نے بھی اس میں اضافہ کیا۔ موجودہ مسجد کو مسجد عمر اسی لئے کہتے ہیں کہ یہیں پر مسجد عمر تھی۔

موجودہ حالت یہ ہے کہ بہت بلند سنگ مرمر کے چبوترے پر جو تقریباً چار سو فٹ مربع ہے ایک سفید سنگ مرمر کی نوے فٹ بلند ہشت پہل سہ منزلہ مسجد بنی ہوئی ہے جس کا ہر پہل ساٹھ فٹ کا ہے اس کے سامنے قبہ صخرہ ہے۔ صخرہ ایک پچاس فٹ کا مربع دو فٹ دبیز پتھر ہے جس کے متعلق یہ اعتقاد ہے کہ یہ پتھر جنت کا ہے اور تمام انبیاء نے اسی پر بیٹھ کر نبوت کی ہے اور اس میں تو شبہ نہیں کہ حضرت یعقوب سے پہلے یہ پتھر یہاں موجود تھا۔ اعتقاد عام ہے کہ یہ پتھر معلق ہے مگر اب اس کے نیچے اس طرح دیوار بنا دی گئی ہے کہ یہ پتھر اس کے چھت کے مثل ہو گیا ہے۔

اس چبوترے پر اطراف صخرہ میں اور بھی تبرکات اور زیارتیں ہیں۔ تین طرف نہایت خوشنما اور نفیس حجرے ہیں جس میں امام موذن وغیرہ خدام مسجد رہتے ہیں۔

نوٹ :۔ خاص مسجد کی موجودہ عمارت غالباً ولید بن عبدالملک کی بنائی ہوئی ہے اطراف حرم کی عمارتیں دوسرے سلاطین نے بنائی ہے ۱۲ منہ

مسجد عمر یا مسجد اقصیٰ کے مغرب جانب خلطہ کا پھاٹک ہے اس پھاٹک سے شمال کی طرف سہ منزلہ عمارت کا سلسلہ چلا گیا ہے۔ اس عمارت کی پشت پر مغرب جانب ایک دیوار ہے جس کے متعلق یہ اعتقاد ہے کہ یہ ہیکل سلیمانی کا بقایا ہے اور یہود اس دیوار کے نیچے گریہ و بکا اور عبادت کرنے کو ثواب سمجھتے ہیں۔ مسلمانوں نے جنگ کے زمانہ کے سوا ہمیشہ یہودیوں کو اجازت دی کہ وہ اپنے اعتقاد کے موافق اپنے فرائض مذہبی اس دیوار کے نیچے ادا کریں کوئی روک ٹوک نہ تھی اور نہ ہے۔

مسجد اقصیٰ سے مشرق حرم کے اندر مغارہ عیسیٰ علیہ السلام کا راستہ ہے اور قمامہ کا گنبد ہے۔ عیسائیوں کا اعتقاد ہے کہ یہ حضرت عیسیٰ کا مقبرہ ہے اس کا گنبد اس کی دیوارین چھتین زمین کے نیچے ہیں۔ سب طلائی ہیں اور بھی بڑا قیمتی سامان بیان ہے۔ اس میں بھی جانے کی ہمیشہ عیسائیون کو اجازت ہے۔

جب سے ہیکل سلیمانی کا یہ مقام مسلمانون کے قبضہ مین آیا اسی دن اور اسی وقت سے اسکو آباد کرنا انہون نے اپنا فرض سمجھا جس روز حضرت عمر اس شہر میں داخل ہوئے اسی روز

مسجد کی تعمیر کا ارادہ ظاہر کر دیا۔ اور اُن کے بعد تمام سلاطین نے اسکو ترقی دی۔ انبیار کرام کی جو یادگارین یہود اور عیسائیون کے ہاتھون بچ رہی تھین اُن میں سے کسی چیز کو ضائع ہونے دیا۔ کسی کو ان مقامات متبرکہ کی زیارت یا اس کے اندر عبادت سے کبھی نہ روکا۔ بعض سلاطین نے پہلے داخلہ کے لئے کچھ ٹیکس لگائے تھے۔ مگر بعد کو وہ بھی موقوف ہو گیا۔

جنگ صلیبی

مسلمانون نے ان مقامات متبرکہ میں تمام مذاہب کے ساتھ جس رواداری کا برتاؤ کیا ہے اس کی نظیر کسی قوم میں نہین مل سکتی۔ مگر اس کا معاوضہ مسلمانون کے ساتھ کس طرح کیا گیا اس کے لئے صلیبی حربون کی تاریخ دیکھنے کی ضرورت ہے۔ جب یہ جگہ اچھی طرح آباد ہو گئی اور انبیار کرام کی یادگار ہونے کی وجہ سے اقوام عالم کا مرجع بن گئی تو یورپ کے عیسائیون کو خواہ مخواہ یہ خیال پیدا ہوا کہ ان مقامات سے مسلمانوں کو نکال دیا جائے۔ اور عیسائیون کے قبضہ میں لے لیا جائے مسلمانون کے حسن سلوک کے لئے یہ ثبوت کافی ہے کہ فلسطین کے یہودی

جن کی پہلے یہ جگہ تھی اُن کو پہلے خیال نہ ہوا۔ شام اور ایشیائی کوچک کے عیسائی جو اس سے قریب رہتے تھے ان کو کبھی ایسا خیال پیدا نہ ہوا۔ سب سے پہلے فرانس کا ایک شخص پیٹر مسلمانوں کے خلاف اشتعال پیدا کرنے کے لئے کھڑا ہوا۔ ننگے سر گدھے پر سوار ہو کر ایک بھاری صلیب لے کر مجنونانہ صورت بنائی اور تمام شاہان یورپ کو مشتعل کیا آخر نومبر ۱۰۹۵ء میں ایک مجلس فرانس کے اندر ہوئی جس میں یورپ کے نامی اشخاص شریک تھے اور ہمیں مسلمانوں کے ساتھ جہاد کرنے کا فیصلہ ہوا اس تحریک کا اثر یہ ہوا کہ ایک بڑا لشکر یورپ سے بیت المقدس پر حملہ کے لئے چلا جس میں ایک لاکھ سے زیادہ آدمی تھے مگر راستہ میں سلطان سلیمان نے روک کر ان کا خاتمہ کر دیا۔ دوسرا لشکر فرانس کے شاہزادے گاڈفری کے ماتحت یروشلم میں پہونچا اور یہاں پہونچکر اُس نے عابد و زاہد اور دوسرے پناہ گزین مسلمانوں کا خاص بیت المقدس میں قتل عام کیا جس میں ستّر ہزار مسلمان بلا لحاظ زن و مرد اور بلا لحاظ عمر قتل کئے گئے اس کے علاوہ بے شمار یہودیوں کو بھی معبد کے اندر ان بھلے مانسوں نے قتل کیا۔

اس کے بعد نوّے برس تک نہ صرف بیت المقدس پر بلکہ اطراف کے ملکوں پر بھی عیسائیوں کا قبضہ رہا یہ واقعہ ایکہزار ننانوے عیسوی میں ہوا

دوسرا حملہ

ابھی اِن مقامات میں عیسائیون کا قبضہ تھا ہی کہ برنارڈ نے پھر مسلمانون سے جہاد کرنے کی منادی شروع کر دی۔ اور فرانس کے لوئیس ہفتم اور جرمنی کے بادشاہ کو مِلا کر تین لاکھ فوج لے کر ہنگری کے راستہ سے حملہ کیا لیکن اِس فوج نے مسلمانون سے شکست اُٹھایا اور واپس گئی۔ یہ قصہ پہلے حملہ سے اڑتالیس ۴۸ برس بعد ہوا۔

تیسرا معرکہ

سلطان صلاح الدین نے ۵۸۱ھ ہجری مین یعنی عیسائیون کے قبضہ سے نوّے برس بعد بیت المقدس سے عیسائیون کو پھر نکال دیا یہ خبر جب یورپ پہنچی تو انگلستان کے بادشاہ رچرڈ اول۔ فرانس کے بادشاہ اگسٹس اور جرمن کا فریڈرک یہ سب ایک بڑی خونخوار فوج لے کر بیت المقدس پر حملہ آور ہوئے لیکن اِن کو عکا سے آگے سلطان صلاح الدین نے بڑھنے نہ دیا۔

نوٹ ہماری مورخین لکھتے ہین کہ یہ قبضہ ۵۸۱ھ میں ہوا عیسائی قبضہ سے ۹۰ برس بعد لیکن اس سے عیسوی سنہ کی تطبیق غلط ہو جاتی ہے اسلئے اس حملہ کا ہجری سنہ لکھدیا ہے۔ ۱۲ منہ

چوتھا حملہ

ہنری ششم نے تین طرف سے بڑے زوروں کا حملہ بیت المقدس پر کیا لیکن صلاح الدین کے جانشینوں نے آخر انکو شکست دی۔

پانچواں حملہ

فولک پادری نے جہاد کا وعظ کہنا شروع کیا اور انوسنٹ پاپائے روم نے جہاد کے احکام بھیجے جس سے ۱۲۰۴ء میں پھر حملہ ہوا لیکن آپس میں عیسائی لڑ گئے اس لئے واپس ہو گئے۔

چھٹا حملہ!

۱۲۲۷ء میں پوپ گریگوری کے حکم سے فریڈرک دوم نے حملہ کیا لیکن پادری اس سے ناخوش ہو گئے اس لئے واپس ہو گیا۔

ساتواں حملہ

فرانس کے بادشاہ لوئیس نہم نے حملہ کیا لیکن ۱۲۵۰ء میں دمیاط میں مقید ہوا چار لاکھ اشرفی دیکر چھوٹا۔

آٹھواں حملہ

فرانس کے بادشاہ اور انگلستان کے ایڈورڈ اول نے ۱۲۷۰ء میں حملہ کیا۔ شہر عاقر پر قبضہ کر لیا۔ ناصرہ کے مسلمانوں کو بے رحمی سے قتل کیا۔ آخر زخمی ہو کر بھاگا۔ عاقر پر پھر سلطان خلیل نے قبضہ کر لیا

موجودہ کشمکش

۱۲۷۰ء سے لے کر اب تک امن تھا لیکن یورپ کے عیسائی اس امن کو پسند نہیں کرتے ان کو یہ پسند نہیں کہ مسلمان قابض رہیں اور امن ہو۔ یورپ میں امن کا وعظ اسی وقت ہوتا ہے جب ان کا قبضہ ہو جائے لیکن غیر کے قبضہ کی حالت میں ان کے نزدیک امن سب سے زیادہ بری چیز ہے۔

انگلینڈ سے مسٹر بلفور کو نے ایک نئی تحریک عجیب و غریب شروع کر دی ہے کہ شام میں یہودی حکومت قائم کی جائے۔ برٹش قوم نے اس کی تائید کی۔ اور اب امریکہ۔ جرمنی اور فرانس سے بھی اس کی تائید ہو رہی ہے، اور تمام دنیا کے یہودیوں کو دعوت دے دیگر مسلمانوں کی خلاف یروشلم میں جمع کیا جا رہا ہے اور مسلمانان فلسطین و یروشلم سے کہا جاتا ہے کہ جو کچھ ہم کر رہے ہیں دیکھو اور چپ چاپ امن سے رہو ہر طرف سے جہازات۔ فوجیں[لله] آ رہی ہیں اور یہودیوں کے بہانہ سے یہ قوت اکٹھا کی جا رہی ہے۔

لله بعد کو جو خبریں آئیں کہ برٹش فوجیں وہاں سے واپس بلالی گئیں اور دوسری سلطنتوں کی فوجیں نہیں آئیں ۱۲ منہ

افسوس ہے کہ مسٹر بلفورڈ نے یہ تحریک کرکے وہی حالت یورپ مین پیدا کر دینی چاہی ہے جو پیٹر اور برنارڈ نے پہلے اور دوسرے حملے کے وقت کیا تھا یورپ اور امریکہ سے اس کی تائید میں آوازیں بھی بلند ہو رہی ہیں اور ظاہر ہے عیسائی اور اسلامی طاقت کا توازن اس وقت ایسا نہین ہے کہ مسلمان جنگ کرکے کوئی فلاح حاصل کر سکین اسلیئے بلاشبہ مسلمانون کے لئے یہ نازک ترین زمانہ ہے یہ اسلام کے عین مرکز پر حملہ ہے گو ہمارا مذہبی مرکز حجاز ہے۔ مگر اسلامی قوت کا مرکز ہمیشہ شام و عراق رہا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بعد سے مدینہ کو کبھی مرکز نہ بنایا جا سکا اور نہ سیاسی حیثیت سے وہ مرکز بنایا جا سکتا ہے۔ اگر شام مسلمانون کے ہاتھ سے نکل گیا تو پھر مسلمانون کے اتحاد اور مرکزیت کی کوئی صورت باقی نہ رہے گی اور مسلمانون کے لئے من حیث المسلمان ترقی کی امید قطعاً جاتی رہے گی۔

مسٹر بلفور اور انکے ہمخیالون کی غرض

یہ صحیح ہی کہ موجودہ فوجی نمائش بلاواسطہ مسجد اقصیٰ یا حرم پر قبضہ کرنیکی نیت سے نہین ہی مگر اسمین بھی شبہ نہین ہی کہ صیہونی تحریک نے اس خطرہ کو قریب تر کر دیا ہی اور جب تک یہ تحریک جاری رہی ہمیشہ یہ خطرہ رہیگا اور ہر وقت ایسی صورتین پیدا ہو سکتی ہین جو اس طرح کی فوجی نمائش کا سبب بن سکین۔ یہودیون کا جو نامی

اقتدار یورپ کی اکثر حکومتوں پر ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے پھر جب انکو مسٹر بلفور ایسا معاون مل جائے تو وہ کیا کچھ نہیں کر سکتے ہیں لہذا سوال یہ ہے کہ اگر خدانخواستہ یورپ کا متحدہ حملہ ہو تو مسلمانوں کے پاس برٹش - امریکہ - اور فرانس کے متحدہ حملہ کی مدافعت کا سامان کیا ہے - اور وہ کیونکر اس سے بچ سکتے ہیں - بری اور بحری طاقتوں سے مقابلہ کا کونسا ذریعہ ہمارے پاس ہے - صرف دو چار گرما گرم تقریریں اور آتش فشان رزولیوشن کے ذریعہ آپ شام اور بیت المقدس کو نہیں بچا سکتے - دس بیس جلسے اور دس بیس مضامین سے ان شیطانی طاقتوں کا مقابلہ نہیں ہو سکتا -

یہ غنیمت ہے کہ کسی سلطنت نے مسٹر بلفور کی تحریک کی ابتک باقاعدہ تائید نہیں کی مسٹر بلفور کے مجاہدانہ جذبات ابھی تک نہ برٹش گورنمنٹ کی نہ کسی دوسری سلطنت کی طے شدہ پالیسی سمجھی جاتی ہے اسلئے یہ موقع ہے کہ آئندہ کا انتہائی خونریزی کو رد کرنے کیلئے مسلمان پوری طرح اپنے خیالات ظاہر ظاہر کر دیں - ممکن ہے کہ اسوقت مسلمانوں کی خاموشی آئندہ سخت خونریزی کا باعث ہو جائے - مسٹر بلفور اور ان کے ہمنوا برٹش پالیسی کو اپنے موافق بنانے کی کافی لیاقت رکھتے ہیں - اسلئے اندیشہ ہے کہ مسلمانوں نے اگر اس وقت تساہل کیا تو آئندہ انکو نہ صرف یورپ کے مذہبی اور مجاہدانہ جذبات کا مقابلہ کرنا پڑے بلکہ سلطنت کی قوتیں بھی مسلمانوں

کے خلاف کھڑی کردی جائیں۔

صلیبی جنگون کے بعد جس مین لاکھون انسان دو سو برس تک کٹتے رہے، یہود یا عیسائی ہرگز بیت المقدس پر اس اقدام کی ہمت نہ کرتے مگر انھوں نے ہماری کمزوریوں کو اچھی طرح جانچ لیا ہے اور خوب اچھی طرح سمجھ بوجھ کر دانستہ یہ اقدام کیا ہے۔

اس کا علاج

اس کا علاج ہمارے پاس ہے اور صرف ایک ہے۔ اور یقیناً وہ علاج کارگر ہے بشرطیکہ ہم اس میں کامیاب ہو سکے۔ وہ علاج یہ ہے کہ ہم سب مسلمان اپنے ہر قسم کے آپس کے اختلافات کو مٹا کر ایک ہوجائین مسلمانون مین مواخات کرا دیا جائے ایک شخص کے ہاتھ پر سب مسلمان بیعت کرین اور ہر رنج و خوشی میں اس کے احکام کی اتباع کرین جب تک اس کا کوئی حکم صریح خلاف شرع نہ ہو۔

اگر ہم نے اس طرح اپنے کو متحد کر کے کالبنیان المرصوص مضبوط بنا لیا اور صادق مسلمانون کی طرح اپنے اخلاق و عادات درست کر لئے تو کوئی وجہ نہین ہے کہ جس خدا نے بدر و حنین میں آپ کی مدد کی وہ آج نہ کرے، کوئی وجہ نہین کہ آپ کی آواز میں وہ اثر و طاقت نہ پید! ہو جس نے عرب کے ایک بدو کی آواز کو سلاطین عالم پر بھاری

کر دیا تھا۔ اگر اب بھی آپ نے مضبوطی سے خدا کی رسّی کو پکڑ لیا تو خدا
کی امداد آپ کے ساتھ ہے اور جب خدا کی امداد ساتھ ہو تو پھر تمام
شیطانی طاقتوں کی دھجیاں آپ فضائے آسمان میں اڑتی دیکھ لینگے
مسلمانوں میں جو بڑا نقص ہے وہ یہ کہ اپنے شرعی احکام کو پس پشت
ڈالنے کی وجہ سے انکی حالت متفرق بھیڑیوں کی سی ہو گئی ہے کوئی نظم
اُن میں باقی نہیں رہا اس لئے ان کی آوازیں صدا بصحرا ثابت ہو رہی ہیں
اور ان کی تحریکیں بے اثر اور بیفائدہ ہو رہی ہیں۔ اگر یہ مقدس جماعت
آج بھی منظم ہو جائے تو چالیس کروڑ مخلوق کی آواز ایسی نہیں ہو سکتی جسکو
مسٹر بلفور اور ان کے ساتھی دبا سکیں۔ یا یورپ کی بڑی سے بڑی طاقت
اپنی پالیسی طے کرتے وقت اس کا خیال نہ رکھے۔

برٹش پالیسی

اس وقت بیت المقدس پر جو حملہ ہوا ہے اس کی نوعیت ٹھیک
ویسی تو نہیں ہے جیسی حروب صلیبی کے وقت تھی۔ نہ فوجیں بلاواسطہ
مقامات مقدسہ پر قبضہ کرنے کے دعوے سے جا رہی ہیں مگر نتیجہ کے اعتبار
سے یہ صورت زیادہ مخدوش معلوم ہوتی ہے۔ آوارہ وطن یہودی وہاں
لاکر بسائے جا رہے ہیں وہ خود بھی دولتمند ہیں اور بڑی بڑی سلطنتیں
اُن کی امداد پر تیار کی جا رہی ہیں، اُن کو جبراً وطنی حقوق دلانے کا ذمہ

لیا جارہا ہے یہ جدید باشندے ہیکل سلیمانی پر دست درازی کی ابتدا کرتے ہیں اس لیئے وہ قوم جو تیرہ سو برس سے اپنے لاکھوں فرزندوں کا گلا کٹوا کر اس پر قابض ہے ناراض ہوتی ہے جس سے قتل و خونریزی کی ابتدا ہوتی ہے اور صدہا آدمی مارے جاتے ہیں اور صدہا زخمی ہوتے ہیں۔ اب وہی لوگ جو ان آوارہ وطن یہودیوں کو یہاں لا کر بسانے کے ذمہ دار ہیں اور تمام فتنہ کی علت العلل ہیں فتنہ کو رفع کرنے کے لیئے فوجیں لاتے ہیں اور دوسری بڑی بڑی معاون سلطنتیں بھی اپنی فوجیں بھیجنے کا وعدہ کرتی ہیں اور تحقیقات کے لیئے کمیشن مقرر کی جاتی ہے۔

ہم لوگوں کو معلوم نہیں کہ اس میں تحقیق طلب معاملہ کیا ہے جس کے لیئے فوج یا تحقیقاتی کمیٹی کی ضرورت پیش آئی۔ کیا یہ تحقیق کیا جائیگا کہ یہودی اور مسلمان جو بیت المقدس میں لڑے اس میں انہوں نے کوئی بات خلاف قانون جنگ کی یا نہیں۔ یا یہ تحقیق کیا جائے گا کہ دیوار گریہ پر یہود اور مسلمان میں سے کس کا دعویٰ صحیح ہے۔ یا یہ تحقیق کیا جائیگا کہ لڑائی کی ابتدا کس نے کی۔ جو بھی ہو اس عجیب و غریب تحقیقات کا ہر پہلو مسلمانوں کے لیئے شبہ سے خالی نہیں ہے۔ بقاعدہ فسادات میں مقامی حکام کی تحقیقات پر اعتماد کافی تھا فلسطین کی حکومت پر اعتماد نہ کرنا اور اس کے لیئے جدید کمیشن مقرر کرنا کوئی بہتر طریق عمل نہیں

ہے - دیوار کی ملکیت کا سوال مقامی شہادتوں سے حل نہیں ہوسکتا
دو ہزار یہودیوں کی جھوٹی شہادتیں دلاکر جھوٹا فیصلہ کرایا جاسکتا ہے -
بیت المقدس اور خصوصاً مسجد اقصیٰ اور اسکے حرم کی ایک ایک چیز اپنی ساتھ
مکمل تاریخ رکھتی ہے - یورپ اور ایشیا کا ہر وہ شخص جو حروب صلیبی کی تاریخ
سے واقف ہے جانتا ہے کہ ان مقامات میں کب کب کیا تغیرات ہوئے
اور کب کس کے قبضہ میں رہا - حرم کے ہر حصہ کے لیئے تاریخ کے اوراق
میں دفتر کا دفتر اس کے تشریحات کا ملیگا - جو چیز چار ہزار برس سے تاریخ
کا آئینہ ہے اس کے لئے مقامی عرب یا مقامی یہودی اپنی شہادت میں
کیا اضافہ کر سکتے ہیں - بیشک یہ دیوار - یہ مسجد - یہ حرم - یہ شہر اور یہ
حصار سب کچھ یہودیوں کا تھا - مگر یہودیوں سے رومیوں نے لیا
رومیوں سے عیسائیوں نے - عیسائیوں سے مسلمانوں نے مسلمانوں
سے پھر عیسائیوں نے لیا - ان سے پھر مسلمانوں نے لے لیا اور مسلمانوں
کو لئے ہوئے اتنی مدت ہوئی جس پر صدیاں گذر گئیں قرنہا قرن گذر گئے
جس وقت سے رومیوں نے یہودیوں کو نکالا اس وقت سے نہ رومیوں
نے ان کو کہیں دم لینے دیا نہ عیسائیوں نے، یہ مسلمان ہی تھے جنھوں نے
یہودیوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا اور انکو عافیت کی جگہہ دی - کیا اسکے
بعد اب ان کے شہادت کی ضرورت باقی رہجاتی ہے کہ جس چیز کو تقریباً
بیس لاکھ آدمیوں کی گردنیں کٹوا کر مسلمانوں نے عیسائیوں سے محفوظ

رکھا ہے اس کو آج چار ہزار برس پہلے کی ملکیت کی بنا پر یہودیوں کے قبضہ میں دیا جا سکے۔ العجب ثم العجب۔

ابتدا میں ناجائز حرکت کس نے کی اور فتنہ و فساد کی ابتدا کس کی طرف سے ہوئی اس کی تحقیقات بھی فلسطین کی موجودہ گورنمنٹ کے ذمہ چھوڑنا چاہیئے۔ اگر کسی گورنمنٹ پر اتنا بھی اعتماد نہ کیا جائے اور تحقیقات سے پہلے ہی مشتبہ کر دیا جائے تو اس کا نتیجہ ملک میں بدنظمی کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا۔

فلسطین کی موجودہ خبریں شبہات سے پر ہیں۔ خصوصاً برٹش گورنمنٹ کا طرز عمل بہت ہی مشتبہ نظر آرہا ہے مگر افسوس ہے کہ ابتک برٹش گورنمنٹ نے نہ گورنمنٹ ہند نے اس کی طرف توجہ کی اور نہ فلسطین کے متعلق برٹش پالیسی اور برٹش طرز عمل کو واضح کرنے کے لئے کوئی مفصل بیان ابتک شائع کیا گیا کم ازکم ہندوستان کے سات کروڑ مسلمانوں کے اضطراب کے لئے تسکین کا باعث ہوتا۔

فلسطین کا مسئلہ نہ مقامی عربوں کا مسئلہ ہے نہ یہودیوں کا نہ کسی ایک عیسائی قوم کا۔ مقامی عربوں کی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر کوئی غلط راستہ اختیار کیا گیا تو غالباً یہ دنیا کے امن کے لئے سب سے بڑا خطرہ ہوگا۔ گورنمنٹ ہند کا فرض ہے کہ وہ اس وقت اسلامی جذبات کی نمائندگی کرے اور برٹش گورنمنٹ کو مسٹر بلفورڈ کی تحریک کے نقائص سے اچھی طرح آگاہ کر دے۔

ہمارا طرزِ عمل

میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ ساری مصیبت کی بنا یہ ہے کہ مسلمان غیر منظم ہیں اگر ہم بتائے ہوئے شرعی طریقہ سے اپنی تنظیم کر سکیں تو کم از کم یہودیوں کی مالی طاقت کا یقیناً اچھی طرح مقابلہ کر سکیں گے۔ دوسرا کام ہمارا یہ ہونا چاہیے کہ ہر شخص فرداً فرداً اپنے جذبات کا اظہار گورنمنٹ ہند پر کر دے کم از کم ایک کارڈ ہر مسلمان کا گورنمنٹ ہند کے دفتر میں پہونچ جائے اور گورنمنٹ ہند کو مستعد کیا جائے کہ وہ اس معاملہ میں مسلمانوں کے جذبات کی پوری نمائندگی کرے۔

سوئم جہانتک خبروں سے معلوم ہوا ہے بیت المقدس کے مفتی اعظم نہایت ہوشیاری اور عقلمندی سے اس نازک حالت میں اسلامی جذبات کی سچی نمائندگی کر رہے ہیں ہر مسلمان کا فرض ہے کہ انکی تائید کرے اور اپنی اپنی وسعت کے موافق انکو اخلاقی اور مالی امداد دے، چہارم یہ موقع ہے کہ مرکزی خلافت کمیٹی پوری مستعدی سے اس معاملہ کو اپنے ہاتھ میں لے اور مسٹر بلفور کی تحریک کے خلاف پوری طاقت سے ایجی ٹیشن شروع کرے، انتداب کے مسئلہ پر بھی شامیوں کی رائے دریافت کرنیکے بعد مناسب کارروائی کرے۔

خدا مسلمانوں کو محفوظ رکھے اور اس عظیم الشان ابتلا اور آزمائش میں ثابت قدم رکھے۔ کفار کے متفقہ اور زبردست حملہ سے اسلام کی آبرو بچائے۔

اللھم ثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکفرین۔

ابو البرکات عبد الرؤف عفی عنہ قادری داناپوری